یحییٰ نعمانی

ممبئی دھماکے --- پس منظر و پیش منظر

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

محترم یحییٰ نعمانی' حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے' ''الفرقان'' لکھنؤ کے مدیر اور نوجوان دانشور ہیں۔ذیل کے مضمون میں انہوں نے ہندوستان میں سی آئی اے کے جس کردار پر تشویش کا اظہار کیا ہے' وہی کردار پاکستان میں بھی جاری ہے۔اُن کا یہ مقالہ پاکستان کی دینی قوتوں کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے۔(مدیر)

ہندوستانی حکومت کے امریکہ کے ساتھ نہایت مشتبہ طور پر بڑھتے ہوئے تعلقات پر ''الفرقان'' اپریل ۲۰۰۶ء کے ادارتی صفحات میں اپنے اندیشوں اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ اس کے آثار نظر آرہے ہیں کہ ملک کی داخلی وخارجی پالیسیوں پر امریکی اثرات بڑھتے جائیں گے۔اس سلسلے میں مسلمانوں کو تشویش محسوس کرنی چاہیے کہ امریکہ ہندوستانی حکومت کو مسلمانوں کے سلسلے میں خصوصاً ان کے دینی رجحانات اور دینی جماعتوں، مدرسوں اور اداروں کے سلسلے میں کیا مشورے دے گا (اور ان کو نشانہ بنانے کے لیے کیا کیا سازشیں رچی جائیں گی) یقیناً یہ سب اسی طرح سے ہوگا جس طرح پاکستان، مصر اور ترکی میں ہوتا آیا ہے۔خاص طور پر ہندوستانی مسلمان اس لیے ضرور امریکی سازشوں کے نشانے پر ہیں کہ ہندوستان تاریخی طور پر اس اسلامی بیداری کا ایک اہم ترین مرکز ہے جو امریکی انتظامیہ اور پالیسی ساز اداروں کے بقول ''انڈونیشیا سے اسپین تک'' پھیلتی جارہی ہے بلکہ ہندوستان اس بیداری کا صرف مرکز ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر اس کا سرچشمہ۔

اصل میں اسلامی بیداری اور عالم اسلام کے اندر اور باہر بھی ایشیا و افریقہ سے لے کر یورپ و امریکہ تک احیائے دین اور امت مسلمہ کے اندر رجوع الی اللہ اور حقیقت دین کی طرف بازگشت کے جو عمومی رجحانات واضح طور پر پائے جارہے ہیں۔ہندوستان اس کا ایک اہم ترین سرچشمہ ہے۔گزشتہ دو صدیوں میں یہاں اسلام کے ایسے سچے خادم اور روح آشنا پیدا ہوئے ہیں۔جن کی جدوجہد اور سوز دروں کے اثرات براعظموں سے باہر نکل کر رہے۔اس لیے بالکل فطری اور قابل فہم بات ہے کہ موجودہ بنیاد پرست امریکہ برصغیر (ہندوپاک و بنگلہ دیش) کے ان سرچشموں کو بھی اسی نظر سے دیکھے اور دنیا کو دکھائے۔جس سے وہ سعودی عرب اور نجد کے ''وہابی'' اسلام کو دیکھتا ہے اور جو اس کی زبان میں ''انتہا پسند، نفرت خیز اور دہشت گرد'' اسلام ہے۔بلکہ امریکہ کا طریقہ تو یہ ہے کہ وہ دنیا کے سامنے جس کو جیسا بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے' ویسا دکھانے کے لیے منظر کشی کے اسباب بھی خود پیدا کر لیتا ہے۔اندیشے تھے کہ امریکی ایجنسیاں (جن کا ہندوستان میں عمل دخل طشت ازبام ہوتا جارہا ہے) ایسی منظر کشی کے اسباب خود ہندوستان میں پیدا کرنے میں لگ جائیں گی۔

گزشتہ ۱۱ر جولائی ۲۰۰۶ء کے ممبئی کے سلسلہ وار دھماکے اور اس کے بعد مرکزی حکومت کا جو رویہ رہا اور سرکاری وغیر سرکاری میڈیا نے جو رخ اختیار کیا' افسوس کہ وہ ان اندیشوں کے واقعہ بننے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

یعنی: یہ صاف طور پر محسوس ہو رہا ہے کہ ہندوستان کو امریکہ کے "War on terror" (دہشت گردی کے

خلاف جنگ) کے خونیں ڈرامے کا اسٹیج بنایا جارہا ہے۔ یہ جنگ یا یہ ڈرامہ جس کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ امریکہ اپنے حریفوں کو عالمی تسلط کی دوڑ سے Out Play کر کے باہر کر دے۔ اس جنگی ڈرامے میں ایک وفادار سپاہی کا کردار ہندوستان کو بھی تفویض کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ اپنے ملک کے اندر اسلامی دعوت اور احیائے دین کی تحریک کو اور اس کے ہر مرکز کو بند کرنے کی طرف پیش قدمی کرے اور اسلام کے خلاف عالمی یورش میں ایوانجی لیکل بنیاد پرست امریکہ اور اس کی بنیاد پرست نیوکن (Neocon) انتظامیہ کا ساتھ دے۔(۱)

جن لوگوں کی ''فسانۂ دہشت گردی'' کے ماضی پر خصوصاً پاکستان اور سعودی عرب میں پیش آنے والے واقعات کے حوالے سے نظر ہے' وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں ملکوں میں ایک عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ اسلامی تحریکوں کے خلاف حکومتوں کو سخت رویہ اپنانے پر آمادہ کرنے کے لیے اس طرح کی وارداتیں ''کچھ پس پردہ طاقتیں'' کرواتی ہیں اور پھر ایجنسیاں اور میڈیا اپنے کام پر لگ جاتے ہیں۔ ممبئی میں ہونے والے دھماکوں کے بعد اسی قسم کے اندیشے پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے پیدا ہونے کے طاقت ور اسباب ہیں۔

ہندوستان میں اس طرح کی وارداتوں کی ایک تاریخ رہی ہے۔ ہر کچھ دنوں کے بعد کوئی بڑا واقعہ ہوتا ہے' جس کے بعد اکثر کوئی ایک یا دو تین جوان مار کر میڈیا کے ذریعے ملک کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کہ یہ پاکستانی دہشت گرد تھے جو فلاں واقعہ کے ذمہ دار تھے۔ یا دہشت گردی کے ایسے ایسے خطرناک منصوبے پر عمل کرنے جارہے تھے۔ پولیس یا فلاں ایجنسی نے اپنی ''بے مثال مستعدی'' سے انہیں مار گرایا۔ پہلے ان سارے مقتولوں کو پاکستانی کہا جاتا تھا جو اپنا یہ ''فرض'' مرتے دم تک نہیں بھولتے تھے کہ ان کے پاس ان کا شناختی کارڈ اور پاکستانی انتہا پسند تنظیموں کی رکنیت کے ثبوت ہر حال میں رہیں اور انہی کے ذریعے ان کی شناخت کرنے میں پولیس کو ایک منٹ کی بھی دیر نہیں لگتی تھی۔ کیوں کہ ان کی جیبوں سے یہ دستاویزیں ضرور نکلتی تھیں۔ مگر اب یہ مارے جانے والے ہندوستانی بھی نکلنے لگے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ چونکانے والی اور تشویشناک بات یہ ہے کہ ''نام نہاد دہشت گردی'' کی سیکڑوں وارداتیں ملک میں ہو چکی ہیں اور سیکڑوں لوگ انکاؤنٹرس میں مارے جا چکے ہیں اور پورے ملک پر ''اسلامی دہشت گردی'' کا فوبیا مسلط کیے جانے کی کوشش جاری ہے مگر کسی شفاف عدالتی تحقیق کے ذریعہ دہشت گردوں کو سزا نہیں دی جا سکی۔

یہ بات دہشت گردی اور اس کے پیچھے چھپے منصوبوں کے بارے میں بہت کچھ بتلا رہی ہے۔ اس سے یہ بھی پتا

(۱) موجودہ امریکہ اور اس کی انتظامیہ کو متعصب اور بنیاد پرست کہنے میں اب ہم مسلمان تنہا نہیں ہیں۔ خود امریکی دانشوروں کی ایک تعداد کہہ رہی ہے کہ امریکہ لگاتار بنیاد پرست ہوتا جارہا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر نوم چومسکی تو امریکی بنیاد پرستی اور امریکی مظالم پر تنقید کے حوالے سے پوری دنیا میں معروف ہیں۔ یہ بنیاد پرستی اب اس درجہ خطرناک اور تشویشناک ہوتی جارہی ہے کہ جمی کارٹر (سابق امریکی صدر) بھی اس پر احتجاج کر رہے ہیں۔ اپنی تازہ کتاب (Our Endangered Values) میں پورا ایک باب انہوں نے امریکی بنیاد پرستی کے لیے خاص کیا ہے۔ اشارے کی زبان میں فیصلہ کن صیہونی اثرات کا وہ اعتراف کرنے کے ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ بنیاد پرست عناصر نے امریکی خارجہ پالیسی کو مزید تباہ کن بنا دیا ہے۔ (بحوالہ ''ترجمان القرآن''۔ بابت جولائی ۲۰۰۶ء)

چلتا ہے کہ یہ وارداتیں یا تو کچھ ایجنسیاں کراتی ہیں اور دہشت گرد کہلانے والوں کا اس سے کچھ لینا نہیں ہوتا۔یا کرنے والے تو وہی لوگ ہوتے ہیں جن پر ان وارداتوں کا الزام ہوتا ہے اور ان کے سرے پاکستانی تنظیموں سے جڑے ہوتے ہیں اگر شفاف عدالتی تحقیق ہو تو پتا چل جائے کہ ان کا تعاون کون کون ایجنسیاں کر رہی ہوتی ہیں۔

ابھی چند ماہ پہلے تک ہندوستانی حکومت بانگِ دہل کہتی تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک بھی دہشت گرد نہیں ہے۔وزیر اعظم منموہن سنگھ نے یہ بات صدر بش سے اپنے دورۂ امریکہ کے دوران اس طرح کہی کہ وہ میڈیا کو رتج میں بھی دی گئی۔لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد امریکہ کی اسلام اور اسلامیت کے خلاف یلغار کے سلسلے میں منصوبہ بنا کے ہندوستانی مسلمانوں کو بھی ''دہشت گرد'' ثابت کرنا ہے۔اور ہندوستان کو بھی دہشت گردی کے خلاف امریکی عالمی جنگ میں کچھ رول ادا کرنے پر مجبور کرنا ہے۔بس پھر کیا دیر تھی، در پردہ کام کرنے والے جو حلقے اور لابیاں پولیس، اسپیشل ٹاسک فورس اور خفیہ ایجنسیوں سے لے کر مرکزی حکومت اور میڈیا میں موجود ہیں وہ تیزی سے حرکت میں آئے، اچانک رخ بدلتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ سرحد پار کی تنظیموں نے مقامی مسلمانوں کے اندر اپنا نیٹ ورک بنا لیا ہے۔اور اب جو انکاؤنٹرس ہوتے ہیں تو ان کی خبروں سے یہ ٹیپ کا بند غائب ہوتا ہے کہ وہ پاکستانی تھے۔یہ سب کچھ اس قدر مضحکہ خیز انداز سے ہوتا ہے کہ کبھی ہنسی آتی ہے کہ انسانوں کی آنکھوں پر پٹی باندھنا کتنا آسان ہو گیا ہے، اور کبھی ظالموں کی سنگدلی پر رونا بھی آتا ہے۔بنارس کے مندر میں بم دھماکے ہوئے، اگلے ہی دن لکھنؤ میں اس کا ذمہ دار Master Mind سرغنہ مار دیا گیا۔اور پوری دنیا میں بتایا گیا کہ فلاں دہشت گرد تنظیم کا اہم ذمہ دار تھا، جس کا وطن حیدر آباد تھا۔دو ایک دن کے بعد ٹی وی چینلوں نے دکھایا کہ اس کی تصویر جب اخبارات میں چھپی تو دہلی کی ایک عورت نے روتے روتے بتایا کہ یہ اس کا شوہر تھا جو کباڑ بیچتا تھا اور ایک سال سے غائب تھا۔محلّے والے کہتے تھے کہ غریب کو دو وقت کی روٹی سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی کہ وہ دہشت گرد تنظیم کا علاقائی کمانڈر بنتا۔یہ ہے ''بین الاقوامی دہشت گردی'' کے ڈرامے کا ایک پہلو۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے علماء اور واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ پاکستانی تنظیمیں جو آج بین الاقوامی دہشت گردی کا سر چشمہ کہلاتی ہیں امریکہ کا ان کو کس قسم کا در پردہ تعاون رہا ہے۔ان میں سے ایک کے سربراہ جب ہندوستانی جیل میں تھے تو یہ بے خبر بھی واقف تھا کہ ان کو زبردست وی آئی پی برتاؤ اور رکھ رکھاؤ کا مستحق سمجھا گیا۔وہ جیل میں روزانہ باقاعدہ لیکچرز دیتے تھے۔اور تصنیفی و تحریری کام کرتے تھے۔پھر ان کو بی جے پی کے وزیر خارجہ پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ رہا کر کے قندھار پہنچا کے آئے۔الفرقان کے ہی ایک اداریے میں ایک فرنچ مصنفہ جیلیس کیپیل کا یہ انکشاف بھی ریکارڈ میں آچکا ہے کہ اوکلاھاما کے ٹریڈ سینٹر پر بم دھماکے میں امریکی سیکیورٹی ایجنسی FBI کا ہاتھ تھا۔اب تو یہ راز اتنا کھل گیا ہے کہ امریکی انتظامیہ اس کے اعتراف پر مجبور ہو چکی ہے۔

ایک تیسرا پہلو یہ ہے کہ ہندوستان میں سنگھ پریوار کے نیچے سے تیزی سے زمین کھسک رہی ہے، اب اس کے لیے آخری سہارا یہ بچا ہے کہ ہندوؤں کو ''اسلامی دہشت گردی'' کا ہوا دکھا کر اپنے جال میں پھانسا جائے۔۶/اپریل کو مہاراشٹر کے شہر ناندیڑ میں لکشمی راؤ راج کونڈ وار کے گھر میں طاقت ور بم دھماکہ ہوا جس میں دو افراد مرے اور کئی زخمی

ہوئے ۔پولیس تحقیقات سے پتہ چلا کہ رکھے ہوئے بم پھٹ گئے ۔تلاش کے دوران گھر سے کرتے پجامے، نقلی داڑھیاں اورٹوپیاں برآمد ہوئیں، یہ شخص بجرنگ دل کا علاقائی ذمہ دار ہے...... یکم جون کی صبح آر ایس ایس کے صدر دفتر واقع ناگپور کے باہر تین شخص پولیس انکاؤنٹر میں مارے گئے ۔جن کے بارے میں پولیس کا کہنا یہ تھا کہ یہ آر ایس ایس کے دفتر پر ایک دہشت گردانہ حملے کے لیے جارہے تھے ۔کچھ رضا کار تنظیموں نے اس کی آزادانہ جانچ کے لیے بمبئی ہائی کورٹ کے سابق جج جسٹس کولسے پاٹل کی سربراہی میں ایک تحقیقات کمیٹی تشکیل دی جس نے پورے واقعہ کو فرضی بتایا ہے، اور پولیس کی بیان کردہ تفصیلات کے ''سفید جھوٹ'' پکڑے ہیں ۔یہ پوری رپورٹ ہفتہ وار ''الجمعیة'' کے دوشماروں (۸ تا ۱۴ جولائی) اور (۱۴ تا ۲۰ جولائی) میں شائع ہوچکی ہے۔

اگر ہندوستانی حکومت اورایجنسیاں اپنے کردار کے مشتبہ نہ ہونے کا ثبوت دیتیں تو ملک کے امن وامان کا خون کرنے والے بمبئی کے حادثے کی شفاف اور سنجیدہ تحقیقات کراتیں ۔اس کے بجائے ہوا یہ کہ جس وقت زخمیوں کی تعداد بھی پتہ نہیں تھی اس وقت سے پولیس اور انٹیلی جنس ایجنسیوں نے اشارے دینے شروع کردیے کہ یہ لشکر طیبہ اور سیمی کا فعل ہے۔ اس وقت ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ فلاں تنظیم نے ایسا نہیں کیا۔ جانچ سے پہلے یقینی طور سے یہ بات خود وہ تنظیم کہہ سکتی ہے، یا جانچ کے بعد کوئی اور ۔مگر یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ جانچ تو دور کی بات، حادثہ کے جائزے سے بھی پہلے یہ طے ہوگیا کہ یہ فلاں تنظیم کا کام ہے۔ یہ غیر معمولی بات اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ انہوں نے کسی کے کہنے پر یا ازخود ہی یہ طے کررکھا ہے کہ اس کا ذمہ دار انہی تنظیموں کو ٹھہرانا ہے۔

پولیس اور انٹیلی جنس ایجنسیوں سے کہیں زیادہ غیر ذمہ دارانہ بلکہ مکروہ رویہ میڈیا کا ہے ۔ پہلے وقت سے اخبارات اور ٹی وی اور ریڈیو کہے جارہے ہیں کہ یہ فلاں فلاں تنظیم کا کام ہے ۔اور بس اسی مفروضے کے اوپر تجزیوں، تبصروں اور رپورٹوں کی عمارتیں قائم کی جارہی ہیں، اور ''اسلامی دہشت گردی'' کی خوفناک جڑیں ہر چہار طرف پھیلی دکھائی جارہی ہیں۔حکومت کا رویہ شروع میں تو کچھ بہتر رہا اور یہ معقول بات کہی گئی کہ جانچ سے پہلے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔مگر میڈیا کے اس ہوشربا حملے کا، بلکہ بظاہر زیریز میں کام کرنے والی لابیز کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس نے بھی وہی کردار ادا کرنا شروع کردیا جس کا تجربہ ہم بی جے پی کی حکومت کے دور میں کرتے رہے تھے۔

وزیراعظم صاحب نے تو غیر ذمہ داری کی وہ مثال قائم کی ہے کہ اس کے بعد ان غیر مصدقہ خبروں پر یقین کرنا زیادہ مشکل نہیں رہتا کہ ان کی نامزدگی واشنگٹن سے ہوئی ہے۔انڈین ایکسپریس کی ۱۲ر جولائی کی اشاعت کے حوالے سے یہ خبر کئی جگہ چھپ چکی ہے اور حکومت کی طرف سے اس کی تردید بھی نہیں آئی ہے کہ کابینہ کی میٹنگ کے دوران جناب ارجن سنگھ اور جناب عبدالرحمٰن انتولے نے جب اس امکان کی طرف توجہ دلائی کہ یہ شرپسند ہندو تنظیموں آر ایس ایس اور بجرنگ دل وغیرہ کی کارستانی بھی ہوسکتی ہے اور اس امکان کی شہادت کے طور پر انہوں نے ان دو واقعوں کا تذکرہ کیا کہ آر ایس ایس کے صدر دفتر کے قریب کیے گئے انکاؤنٹر کو بمبئی ہائی کورٹ کے سابق جج کولسے پاٹل کی سربراہی میں قائم فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے فرضی پایا۔جس سے پتا چلتا ہے کہ آر ایس ایس دفتر پر حملے کے منصوبے کی کہانی گھڑی ہوئی تھی ۔اور دوسرا واقعہ یہ کہ

بجرنگ دل کے ایک کارکن کے یہاں رکھے بم پھٹے اور تلاش کے دوران پولیس کو اس کے یہاں ٹوپی، نقلی داڑھیاں اور کرتا پاجامہ وغیرہ ملے۔ ان دونوں وزیروں کا کہنا تھا کہ حکومت جانچ کے دائرے میں ان امکانات کو بھی لے۔ اس پر وزیر اعظم نے شدید ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: ''اس قسم کی نفاق پیدا کرنے والی باتیں کابینی میٹنگ میں رکھنے سے پہلے وزراء وزیر اعظم سے اجازت لے لیا کریں۔'' حد ہوگئی۔ کانگریس کا وزیر اعظم بی جے پی کے وزیر اعظم سے آگے جانے کی کوشش کیوں کر رہا ہے؟

اس پر سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے بلکہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ کانگریس کی سربراہی میں قائم اس حکومت نے مسلمانوں کو یقین دلایا تھا کہ اب مسلمانوں کو وہ تلخ تجربات نہیں ہوں گے جو ماضی میں ان کو کانگریس سے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے تو یہ تجربات تلخ تھے ہی مگر آخر ان ہی کی وجہ سے کانگریس کا زوال بھی ایسا ہوا تھا کہ ابھی تک اس زوال کے سائے سے اس کو مکمل چھٹکارا نہیں ہے۔ مگر لگتا ہے کہ کانگریس سے ابھی اس کی توقع نہیں قائم کی جاسکتی۔ وزیر اعظم کے الفاظ سے اس پختہ عزم کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ ملک کی داخلہ پالیسی کو اسی رخ پر لے جانے کے لیے کمر بستہ ہیں جس کا مطالبہ ہندوستان سے امریکہ کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو ایک طے شدہ منصوبے کے تحت دہشت گرد قرار دینا' ان کے خلاف عوام میں غصہ و نفرت پیدا کرنا اور اس طرح کے واقعات کو اس مقصد کی خاطر ہیجان خیز بنا کر استعمال کرنا۔ ہماری ملی تنظیموں کو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے اور باقاعدہ کانگریس قیادت سے مل کر ان سے حکومت کے اس عمومی رویے پر شدید مایوسی کا اظہار کرنا چاہیے کہ میڈیا اور بعض دوسرے حلقوں کے بے ثبوت الزامات اور غیر ذمہ دارانہ پروپیگنڈے پر اس نے اپنی منصبی ذمہ داری بالکل محسوس نہیں کی اور اس کا مطالبہ بھی کہ وزیر اعظم کی اس سنگین غیر ذمہ دارانہ زبان پر ان کا محاسبہ کیا جائے، کابینی میٹنگ میں جمہوری انداز سے مسائل پر فیصلے کیے جائیں اور وزیر اعظم کو اس تحکم آمیز انداز سے باز آنے کو کہا جائے۔

ہمیں یقین ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کے قومی سلامتی، میڈیا اور رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے شعبوں پر سی آئی اے کا زبردست اثر قائم ہو چکا ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر (مشیر برائے قومی سلامتی) کا مؤثر ترین عہدہ تو صرف امریکی مفادات کی نگرانی کے لیے وقف ہے۔ ہندوستان ایک بڑا ملک ہے' اس لیے وہ کیسے امریکی منصوبوں سے بچ سکتا تھا۔ پھر افسوس کہ یہاں کے سیاست دان اور اشرافیہ ضمیر کے بڑے سستے واقع ہوئے ہیں۔ اب یہ سب اس قدر عریاں ہو چکا ہے کہ آج ۲۳ جولائی کے ''ہندوستان ٹائمز'' میں اس کے ایڈیٹر معروف صحافی ویر سنگھوی نے تو پورا تفصیلی مضمون (جو اخبار کے آدھے صفحے پر آیا ہے) اسی بات پر لکھا ہے کہ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہمارے اعلیٰ اور حساس ترین اداروں میں سی آئی اے کے ایجنٹ موجود ہیں۔ بین الاقوامی ایجنسیوں کے لیے کام کرنے والوں میں انہوں نے ایک سابق وزیر اعظم سے لے کر وزراء، کابینہ سیکرٹری، پرنسپل سیکرٹری اور اعلیٰ ترین عہدے داروں کے نام لیے ہیں۔

اب پوری صورت حال کی گتھی سلجھ جاتی ہے۔ امریکہ نے اپنے استعماری اور بنیاد پرستانہ مقاصد کے لیے مسلم دنیا

کونشانہ بنایا ہوا ہے۔ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی مسلم آبادی کو ایک خطرہ بنا کر پیش کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ کچھ ایسے خون ریزی کے واقعات ہوں جن میں بے گناہ لوگوں کی جان جائے اور ان میں مسلمان اور مذہبی مسلمان ملوث ہوں یا دکھائے جائیں۔ اس جال میں بڑی آسانی کے ساتھ وہ سادہ لوح مسلم نوجوان پھنس سکتے ہیں جو دیکھتے ہیں کہ ان کی امت کے ساتھ بدترین مظالم ہو رہے ہیں اور انصاف کا دروازہ عملاً ان پر بند ہے۔ ہندوستان میں یہی کھیل جاری ہے۔ غالباً سی آئی اے کے یہی اثرات ہیں کہ ہندوستانی حکومتیں اس طرح کے واقعات کی پوری شفافیت کے ساتھ جانچ نہیں کرا پاتیں۔ اس لیے کہ اس میں پھر بڑے بڑے ملوث نظر آئیں گے۔

بمبئی کے دھماکوں کی تحقیقات ابھی ابتدائی مرحلے میں ہیں۔ ابھی کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ حکومت نے جس طرح اس مسئلہ پر بیانات دیئے ہیں اور خاص طور پر میڈیا نے جیسا ہیجان خیز اور ملک کی امن وسلامتی کو اور جذباتی فضا کو تباہ کرنے والا انداز اختیار کیا ہے، خاص طور پر اس کا یہ پہلو نہایت مکروہ اور قابل نفرت ہے کہ اس کو اس طرح پروجیکٹ کیا جا رہا ہے کہ گویا سارے ہی مسلمان اس کے ذمہ دار یا کم از کم مشکوک ہیں۔ بہار سے ایک مسلمان نوجوان کو پولیس نے شبہوں کی بنیاد پر گرفتار کیا اور پولیس کے ''شبہے'' کیسے ہوتے ہیں اس کو ہندوستان کا ہر باخبر شہری جانتا ہے۔ اس کی گرفتاری پر سارے ملک کے میڈیا نے یہ خبر جلی سرخیوں سے شائع کی کہ وہ ایک دینی مدرسے کا پڑھا ہوا اور حافظ ہے اور ایک دینی درس گاہ میں پڑھا چکا ہے۔ ابھی چارج شیٹ تک تیار نہیں ہوئی مگر مسلمانوں کی آبروشکنی کی مہم کے لیے میڈیا کو ایک ہتھیار ہاتھ آ گیا۔ ۲۲ر جولائی کے ہندوستان ٹائمز نے ایک بڑی رپورٹ تیار کی جس کا عنوان اور خلاصہ یہ تھا کہ دہشت گردی کا جال پورے ہندوستان میں مغرب (بمبئی) سے مشرق (بہار) تک پھیل چکا ہے۔ خاص طور پر بہار اس کے لیے ایک نہایت موزوں زمین ہے، جو اس کو بہت راس آئے گی۔ اور بہار کے دہشت گردی کو راس آنے کی وجہ جلی حرفوں میں ہائی لائٹ کر کے یہ لکھی گئی ہے کہ بہار ''ایک بڑی مسلم آبادی'' کا صوبہ ہے۔ مگر جب پولیس نے اس کو ایک ہی دن کے بعد کسی ثبوت کے نہ ہونے کی وجہ سے رہا کیا تو میڈیا نے اپنے ہمیشہ کے معمول کے مطابق اس خبر کو غائب کر دیا۔ یہ اتفاق نہیں مستقل رویہ ہے، اس کو بدنیتی کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

میڈیا کے ایک بڑے نام ور شخص نے حکومت میں بیرونی خفیہ ایجنسیوں کے گڑے ہوئے پنجوں کا جس طرح اعلان کیا ہے۔ خود میڈیا کا یہ رویہ بتاتا ہے کہ وہ خود اسی شکنجے کا اسیر ہے۔ جو طاقتیں حکومتوں کو زیر دام لا سکتی ہیں، کسی اور کا ان کے زیر دام آنا کیا مشکل!

جس طرح ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ تحقیقات کے کسی قابل لحاظ حد تک پہنچنے سے پہلے یہ غلط ہے کہ کسی خاص طبقے کی طرف لگاتار شبے کی نظر ڈالی جائے۔ اسی طرح یہ بھی کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اس کی ذمہ داری ہرگز کسی مسلمانوں میں شمار کیے جانے والے فرد پر نہیں آ سکتی۔ ہم کو اس امکان کو ذہن میں رکھنا ہوگا کہ تفتیش کسی ایسی تنظیم تک پہنچ سکتی ہے جو اعلانیہ ہندوستان میں گوریلا حملوں کو اپنا مقصد وجود بتاتی ہے اور کسی کے الزام لگانے پر ہی منحصر نہیں۔ وہ ہندوستان میں کیے گئے متعدد حملوں کی ذمہ داری خود لے چکی ہے۔ موجودہ حالات میں میڈیا اور حکومت کی غیر ذمہ دارانہ روش کی وجہ سے اس وقت

یہ بات کہتے ہوئے کچھ اچھا نہیں لگ رہا مگر ضرورت ہے کہ اس وقت یہ بات کہی جائے کہ موثوق ذرائع سے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ یہ تنظیمیں ہندوستانی نوجوانوں پر اثر انداز ہونے اور ان کے درمیان اپنا نیٹ ورک پھیلانے کے لیے سرگرم عمل ہیں ۔ان کے پاس اپنے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے مؤثر ہتھیار گجرات کے خونیں فسادات اور بابری مسجد کی شہادت جیسے وہ مظالم ہیں ۔جن کی ذمہ داری میں کچھ فرقہ پرست جماعتوں اور کسی خاص سیاسی پارٹی کے ساتھ اسٹیٹ اور سسٹم کا بھی حصہ نا قابل انکار ہے اور اطلاعات ہیں کہ وہ اس کو خوب مہارت کے ساتھ استعمال کر رہی ہیں ۔سرحد پار اور اندر کے ان نادانوں کو سمجھانا بڑا مشکل ہے کہ یہ راستہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے بڑا تباہ کن اور بربادی کا تو ہے ہی' دینی اور شرعی طور پر حرام اور بدترین گناہ بھی ہے ۔ایسا کرنے والا اصولی طور پر شریعت کے واضح حکم کو توڑنے کے ساتھ اسلام اور کروڑوں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچانے کا بھی گنہ گار ہے۔

معاملہ اس قدر پیچ در پیچ اور بہت پہلو ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہو رہا ہے۔ مسلم نوجوانوں کو اس تباہ کن راستے پر ڈالنے میں بین الاقوامی ایجنسیاں اپنا تعاون تو دے ہی رہی ہیں ۔خود ہندوستانی ایجنسیوں کا طرزِ عمل بھی شفاف نہیں ہے۔لگتا ہے کہ کچھ در پردہ ہاتھ اس سنگین خطرے کے سدباب کے لیے صحیح تدابیر اختیار کرنے سے حکومت ہند یا کم از کم متعلقہ حکومتی اداروں کو روکے ہوئے ہیں ۔ان کی مجرب تدبیر یہی ہے کہ پہلے کچھ انتہا پسند عناصر کو پھلنے پھولنے دیا جائے اور پھر ان کے بہانے مسلمانوں کو شکار کیا جائے۔

مگر معاملہ کیسا ہی پر پیچ ہو اور کام کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو ہمیں اس ملک میں مسلمانوں اور اسلام کے مستقبل کے لیے کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔صرف رقیبوں کے شکوے اور غیروں کے رویے پر احتجاج سے کام کس کا بنا ہے؟ اگر یہ سلسلہ یوں ہی بے روک ٹوک (Unchecked) چلتا رہا تو بس اللہ ہی جانے حالات کی ابتری کن انتہاؤں تک پہنچے گی ۔ہمیں بہر حال اپنی سی کوشش کرنی ہی ہے۔

وزارت داخلہ کو چاہیے کہ پہلے وہ اس معاملے میں ایمانداری اور غیر جانبداری کا ثبوت دے کر اعتماد کی فضا قائم کرے اور پھر اس کے پاس اس سلسلے میں جو حساس معلومات ہیں' ان کو کچھ سنجیدہ و باوقار مسلم قائدین کے علم میں لائے تا کہ وہ مسلم کمیونٹی کے اندر ان سوراخوں کو بند کرنے کی کوشش کریں جہاں پانی مر رہا ہے۔مسلمانوں کی طرف سے اس سلسلے میں بڑے واضح انداز میں یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ ہمارے پاس یہ شبہ کرنے کی واضح بنیادیں ہیں کہ اقتدار کے مراکز اور اعلیٰ وحساس اداروں میں امریکی ایجنٹس کی رسائی ان واقعات کی اصل ذمہ دار ہے اور حکومت جانتی ہے کہ وہ اس دہشت گردی کے مقابلے سے کیوں عاجز ہے اور وہ کون سی زنجیریں ہیں جن سے اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں ۔ بلکہ حکومت ہی نہیں میڈیا کے حضرات بھی اس سے واقف ہیں ۔ یہ کس قدر بزدلانہ عیاری ہے کہ اصل اسباب کو اپنے مالی مفادات کی خاطر چھپایا جائے اور امریکی ایجنڈے کی تکمیل کی خاطر اپنے ملک میں منافرت اور نفاق کے وہ بیج بودیے جائیں' جس کا نتیجہ ملک کی تباہی اور غلامی کے علاوہ کچھ نہ نکلے۔

مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت خیزی کی اس مہم میں اس قدر ڈھٹائی کے ساتھ ،حقائق کے ساتھ کھلواڑ کیا

جارہاہے کہ اس کا تصور دنیا کا کوئی شریف اور باحیا شخص اس وقت تک نہیں کرسکتا جب تک خود ہی نہ دیکھ لے۔ایک مہم جاری ہے کہ دہشت گردی کی وارداتوں کو نہ ظلم وجبر کے شکار لوگوں کی آخری حد تک مایوسی کا نتیجہ بتایا جائے اور نہ کچھ جذباتی گمراہ لوگوں کا عمل بلکہ اس کی جڑیں خود اسلام میں پیوست دکھائی جائیں۔شیاطین وقت کو حقیقی اسلام سے اور اس پر ایمان رکھنے والے ان لوگوں سے جو اس کو اپنی اصل حقیقت میں باقی رکھے ہوئے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف رجوع کی دعوت دیتے ہیں۔پرلے درجے کا بیر ہے۔ایک مدت سے یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ یہ دراصل ’’وہابی ہیں جو پوری دنیا میں دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔دنیا میں جو حلقے بھی موروثی رسم ورواج اور بدعات وتحریفات کے بجائے حقیقی اسلام کے داعی ہیں۔جن کی دعوت میں توحید اور تعلق مع اللہ اور شریعت کی پابندی مرکزی مقام رکھتی ہے۔یہ سب وہابی ہیں اور نتیجتاً دہشت گرد ہیں۔برطانیہ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے: خدا کے دہشت گرد، وہابی فرقہ اور جدید جہاد کی پوشیدہ جڑیں

God's terrorists

The Wahhabi cult, and the hidden roots of the modern Jihad

مصنف چارلس ایلین (Charles Allen) کا کہنا یہ ہے کہ بن لادن تو ایک افسانوی نام ہے۔ورنہ یہ وہابی فرقہ دراصل ساری دہشت گردی کا ذمہ دار ہے۔یہ جس وقت سعودی عرب کے علاقے نجد میں شروع ہوا۔اسی وقت اس کی بنیاد برصغیر ہندوپاک میں شاہ ولی اللہ نے رکھی تھی۔شیخ محمد بن عبدالوہاب نے ان نظریات کی تعلیم ایک سندھی عالم شیخ محمد حیات سے مدینہ منورہ میں حاصل کی تھی جو نقشبندی اور ابن تیمیہ سے متاثر تھے اور اسی دور میں شاہ ولی اللہ نے مدینہ میں شیخ محمد حیات سندھی کی شاگردی کی تھی۔کتاب کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا میں دہشت گردی کے یہی دو سرچشمے ہیں۔

بمبئی دھماکوں کے فوراً بعد ۷ارجولائی کے ’’ہندوستان ٹائمز‘‘ میں اس کتاب پر مفصل تبصرہ Beyond Belief (ناقابل یقین انکشاف) کے عنوان سے شائع ہوا۔نمبر دو کی سرخی تھی ’’القاعدہ کے طرز کی مجنونانہ سوچ کی جڑیں جس طرح عرب میں ہیں، برصغیر میں بھی اتنی ہی ہیں۔‘‘

عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

یہ جو اسلام کے داعیوں اور امت مسلمہ کو ثابت قدم اور دین حق پر کاربند رکھنے کی کوشش کرنے والوں کے خلاف شیاطین وقت کی عالم گیر مہم ہے اس کا ایک بڑا مقصد ہماری ہمتوں کو کمزور کرنا، ہمارے دلوں کو مرعوب کرنا اور ہمیں دین کے سلسلے میں کمزوری دکھانے پر مجبور کرنا بھی ہے۔مگر ہمیں تو تعلیم دی گئی ہے کہ: دنیا میں فساد پیدا کرنے والے حق کے دشمنوں کی دھمکیوں اور ڈراوؤں کے باوجود تم جمے رہنا اور ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جن کو حق پر اور اس کی دعوت پر پکا یقین نہیں ہے۔تمہاری ہمت وعزیمت کو کم کرنے کا سبب بن جائیں۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَاللّٰہِ حَقٌّ وَّلَایَسْتَخِفَنَّکَ الَّذِیْنَ لَایُوْقِنُوْنَ.